بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ | جلد ۱۹

جناب امام حسین علیہ السلام

علامہ ابن اثیر جزری نے ایکا مختصر تذکرہ اپنی مشہور کتاب اسد الغابہ میں لکھا ہے جسکا ترجمہ اڈیٹر النجم نے کیا ہے۔ اسلئے ہم اوس عبارت کو بجنسہ بحذف اسناد یہاں درج کرتے ہیں کہ پھر حضرات **اہلسنت** کو گریہ و بکا میں مصائب جناب سید الشہدا پر کوئی عذر نہ رہے جو باتیں **خلاف عقیدہ** اہل الحق ہیں اون سے اس وجہ سے تعرض نہ کیا گیا کہ سب واقف ہیں۔ سمجھ لینگے۔ و ہو ہذا۔

سیدنا وابن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
فرزند جگر گوشۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قریشی ہاشمی کنیت ابو عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (زندگی کی) بہار اور سینے سے لیکر نیچے تک آپ کے مشابہ تھے۔ جب یہ پیدا ہوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے کان میں اذان پڑھی۔ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور اہل کسا کے پانچویں شخص ہیں۔ انکی والدہ فاطمہؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سوا مریم علیہا السلام کے تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ہمیں ابو احمد یعنی عبد الوہاب بن ابی منصور امین بغدادی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو الفضل ابن ناصر نے خبر دی وہ کہتے تھے ہانی بن ہانی نے علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے جب حسنؑ پیدا ہوئے

تو ہمنے ان کا نام حرب رکھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
آپنے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تمنے اسکا نام کیا رکھا ہمنے عرض کیا کہ حرب آپنے
فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ حسنؑ ہے پھر جب حسینؑ پیدا ہوئے تو ہمنے ان کا نام حرب رکھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپنے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تمنے
اسکا نام کیا رکھا ہمنے عرض کیا کہ حرب آپنے فرمایا نہیں بلکہ وہ حسینؑ ہے پھر جب تیسرا
بچہ پیدا ہوا تو ہمنے اسکا نام بھی حرب رکھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
آپنے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھا تمنے اسکا کیا نام رکھا ہمنے کہا کہ حرب آپنے فرمایا
نہیں وہ محسنؑ ہے پھر آپنے فرمایا میں ان بچوں کے وہ نام رکھتا ہوں جو ہارون
پیغمبر کے بیٹوں کے نام تھے یعنی شبر اور شبیر اور مشبر۔ عمرو بن حریث نے عمران بن
سلیمان سے نقل کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے ناموں
میں سے ہیں زمانہ جاہلیت میں یہ نام نہ تھے۔ لیث بن سعد بیان کرتے تھے
کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین بن علی شعبان سنہ ۴ھ میں
پیدا ہوئے اور زبیر بکار نے کہا ہے کہ حسن ۵ شعبان سنہ ۴ھ میں پیدا ہوئے جعفر
بن محمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن کی ولادت اور حضرت حسینؑ کے حمل کے
درمیان میں صرف ایک طہر کا فصل تھا اور قتادہ نے کہا ہے کہ حضرت حسن
کی ولادت کے ایک سال دس مہینے بعد حضرت حسین پیدا ہوئے اور حضرت
حسین کی ولادت ہجرت کے چھ برس پانچ مہینے پندرہ دن بعد ہوئی ہشام
بن زیاد نے اپنی والدہ سے انھوں نے فاطمہ بنت حسین سے نقل کرکے خبر دی
انھوں نے حضرت حسین بن علی کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے ہمنے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس مسلمان مرد یا عورت کو کوئی
مصیبت پہونچی ہو گو اسکو بہت زمانہ گذر چکا ہو اور وہ از سر نو اسکے لئے انا للہ
وانا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالی اسے از سر نو اسیقدر ثواب عنایت فرماتا
ہے جسقدر اس مصیبت کے دن وعدہ فرمایا تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ نے حسینؑ

بن علی سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت کو ڈوبنے سے امان ہے جب وہ دریا کا سفر کریں تو (آیت) پڑھ لیا کریں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مجرٖاھا و مرسٰاھا ان ربی لغفور رحیم۔ محمد بن زیاد نے ابوہریرہ سے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک مرتبہ حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ وہ حسن ہے حضرت فاطمہ نے کہا کہ آپ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ وہ حسن ہے حضرت نے فرمایا کہ جبریل نے (مجھسے پوچھا کہ وہ حسینؑ ہیں میں نے ان سے کہا کہ نہیں وہ حسن ہے) عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے خبر دی کہ ایک شخص نے اہل عراق میں سے حضرت ابن عمر سے کہ مچھڑ کا خون اگر کپڑے پر لگ جائے (تو کیا کیا جائے) حضرت ابن عمر نے کہا اس شخص کو دیکھو مجھسے خون کا مسئلہ پوچھتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو ان لوگوں نے قتل کر دیا (اُس وقت کوئی مسئلہ نہ پوچھا) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حسنؑ اور حسینؑ میری دنیا کے بہار ہیں اور اسی قسم کی حدیث ابوہریرہ سے بھی مروی ہے جو اُنکے بھائی حضرت حسن کے بیان میں گذر چکی یہ حدیثیں دونوں بھائیوں کے درمیان میں مشترک ہیں لہذا دوبارہ انکے لکھنے کی حاجت نہیں۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حسین میرے ہیں اور میں حسین کا ہوں خدا اُس شخص کو دوست رکھے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک سبط ہیں اسباط سے۔ نیز وہ کہتے تھے علیؑ سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے حضرت حسنؑ سینے سے لیکر سر تک اور حضرت حسینؑ سینے سے لیکر نیچے تک رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ محمد بن سیرین نے انس بن مالک سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے عبید اللہ بن زیاد کے سامنے حضرت حسین بن علی علیہ السلام کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا ابن زیادہ اُسکو چوکنے لگا اور انکے

ترجمہ۔ اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے اسکی روانگی اور اسکا قیام ہے بیشک میرا پروردگار غفور و رحیم ہے۔

حسن میں کچھ کلام کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اسی ظالم کے سامنے نہایت دلیری سے) کہدیا کہ یہ سب سے زیادہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ اس وقت حضرت حسین ؑ کے بالوں میں خضاب لگا ہوا تھا یہ حدیث صحیح ہے متفق علیہ ہے۔ اور اوزاعی نے شداد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے واثلہ بن اسقع سے سنا کہ جب حضرت حسین ؑ کا سر لایا گیا تو اہل شام سے ایک شخص نے انپر اور انکے والد (حضرت علی ؑ مرتضیٰ) پر لعنت کی تو واثلہ بن اسقع کھڑے ہو گئے اور انھوں نے (نہایت دلیری سے باعلان) کہا کہ خدا کی قسم میں علی ؑ اور حسن ؑ اور حسین ؑ کو اور فاطمہ ؑ سے برابر محبت رکھتا ہوں جبسے مینے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم انکے متعلق حدیثیں سنیں میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ام سلمہ ؓ کے مکان پر گیا تھا اتنے میں حضرت حسن ؑ آئے انھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے زانو پر بٹھالیا اور پیار کیا پھر حضرت حسین ؑ آئے تو انھیں آپنے اپنے بائیں زانو پر بٹھالیا اور پیار کیا پھر حضرت فاطمہ ؑ آئیں تو انھیں آپنے اپنے آگے بٹھایا پھر حضرت علی ؓ کو بلایا بعد اسکے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا[۱] (راوی کہتا ہے) مینے واثلہ سے پوچھا کہ رجس کیا چیز ہے انھوں نے اللہ عزوجل کے متعلق شک کرنا۔ ابو احمد عسکری کہتے تھے کہ اوزاعی نے سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث فضائل میں روایت نہیں کی واللہ اعلم وہ کہتے تھے کہ زہری نے بھی فضائل میں صرف ایک حدیث روایت کی ہے ان دونوں کو بنی امیہ کا خوف تھا۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ مجھسے مصعب نے بیان کیا کہ حضرت حسین نے پچیس حج پاپیادہ کئے اور جسقدر حج انھوں نے کئے وہ سب عراق جانے سے پہلے کئے عراق سے انھوں نے کوئی حج نہیں کیا عراق سے آنے کے بعد صرف بیس سال اور چند مہینے زندہ رہے وہ مدینہ سے عراق سنہ میں آئے تھے اور شروع سنہ ۱۱ھ میں شہید ہوئے حضرت حسین ؑ اس

[۱] ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے ۱۲

بات کو بُرا سمجھتے تھے جو اُنکے بھائی حسنؓ نے کی یعنی حضرت حسنؓ نے جو حضرت معویہ کو خلافت دیدی تھی۔ حضرت حسینؓ نے ان سے کہا کہ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ معاویہ کے دعوی کو مان کر اپنے باپ کے دعوی کی تکذیب نہ کیجئے۔ حضرت حسنؓ نے کہا کہ چپ رہو میں اس بات کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ بہت ہی بزرگ اور زیادہ روزے رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے اور حج اور صدقہ اور تمام افعال خیر کے زیادہ کرنے والے تھے۔ جمعہ کے دن اور بعض لوگ کہتے ہیں ہفتہ کے دن دسویں محرم ۶۱ھ ہجری میں بمقام کربلا جو مضافات عراق سے ہے شہید ہوے۔ انکی قبر مشہور ہے اسکی زیارت کی جاتی ہے۔

ان کی شہادت کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات ہوئی تو بہت سے کوفہ والوں نے حضرت حسین بن علیؓ کو خط لکھ لکھکر ان سے بیعت کرنیکے لئے انھیں بلایا اور وہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر چکے تھے جبکہ حضرت معاویہ نے اسکی ولیعہدی کی بیعت لوگوں سے لی تھی۔ حضرت حسینؓ کے ساتھ ابن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر بھی بیعت سے رکے ہوے تھے جب حضرت معاویہ کی وفات ہوئی تب بھی حضرت حسینؓ نے بیعت نہ کی اور مدینہ سے مکہ چلے گئے مکہ ہی میں اہل کوفہ کے خطوط اُنکے پاس پہونچے لہذا انھوں نے سفر کا سامان کر لیا بہت لوگوں نے انھیں منع کیا ان منع کرنے والوں میں اُنکے بھائی محمد بن حنفیہ اور ابن عمر اور ابن عباس وغیرہ تھے مگر حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپنے مجھے جس بات کا حکم دیا ہے اُسکو میں ضرور کروں گا چنانچہ وہ عراق چلے گئے یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنایا تھا اُسنے حضرت حسینؓ کی طرف لشکر بھیجے اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو سردار لشکر بنایا اور (در صورت فتحیابی) اُسے رے کی حکومت کا امیدوار کیا چنانچہ وہ لشکر لیکے گیا اور حضرت حسینؓ سے جنگ کی بعد اسکے کہ ان سے اس بات کی درخواست کی کہ عبیداللہ بن زیاد کے حکم سے اتر آئیں ادھر انھوں نے اسکو منظور نہ کیا اور جنگ کو اختیار فرمایا یہانتک کہ خود شہید ہوئے اور انکے

آدمی اُنکے گھر سے شہید ہوئے حضرت حسینؓ کو سنان بن انس نخعی نے شہید کیا اور بعض کہتے ہیں انکو شمر ابن ذی الجوشن نے شہید کیا اور خولی بن یزید اصبحی نے اُنپر حملہ کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمر بن سعد نے شہید کیا مگر یہ کوئی صحیح نہیں ہو صحیح یہی ہے کہ سنان بن انس نخعی نے انھیں شہید کیا اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ شمر نے یا عمر بن سعد نے انھیں شہید کیا انکی کہنے کی وجہ یہ ہو کہ شمر نے لوگوں کو انکے شہادت کی ترغیب دی تھی۔ اور ان سے حملہ کرایا تھا اور عمر سردار لشکر تھا لہذا یہ قتل اُسی کی طرف منسوب کیا گیا جب خولی نے اُنپر حملہ کیا تو انکا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس بھیجا اور یہ شعر کہے ۱؎ اوقر رکابی فضۃ وذھبا فقد قتلت السید المحجبا قتلت خیر الناس اما و ابا وخیرھم اذ ینسبون نسبا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سنان بن انس نے جب حضرت حسینؓ کو شہید کیا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ تو نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کو شہید کیا وہ فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا کے فرزند تھے تمام عرب سے زیادہ عظمت والے تھے انھوں نے چاہا تھا کہ ان لوگوں کی سلطنت زائل کر دیں پس اگر یہ لوگ تجھے اپنے سارے گھر کا مال دیدیں تب بھی وہ (بمقابلہ اس گناہ) کے کم ہوگا پس سنان بن انس اپنے گھوڑے پر سوار ہوا وہ بڑا بہادر تھا اُسے کچھ جنون بھی تھا پھر وہ جا کر عمر بن سعد کے خیمہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اشعار مذکورہ اُسنے پڑھے عمر بن سعد نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو مجنون ہے اور اوسے لکڑی ماری اور کہا کہ تو اس قسم کی (بیہودہ بیدینی کی) باتیں کرتا ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد ان باتوں کو سنے گا تو تجھے قتل کر دیگا جب حضرت حسینؓ شہید ہوئے تو عمر بن سعد نے چند لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت حسینؓ کے جسم مبارک کو پامال کریں حضرت حسینؓ کے ہمراہ بہتر آدمی شہید ہوئے تھے جب وہ شہید ہوئے تو عمر (ابن سعد) نے ان کا اور انکے ساتھیوں کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا اور وہ سر منگوایا اور حضرت حسینؓ کے دونوں ہونٹوں کے درمیان میں ایک لکڑی سے کونچنے لگا جب حضرت زید ابن ارقم نے دیکھا کہ وہ لکڑی کو اوٹھاتا ہی نہیں تو انھوں نے کہا کہ (او کمبخت)

۱؎ میری رکاب کو سونے چاندی سے بھر دو میں نے ایک بڑے سردار کو قتل کیا میں نے ایسے شخص کو قتل کیا جسکے ماں باپ تمام آدمیوں سے افضل تھے اور جس کا نسب سب سے بہتر تھا ۱۲

اس لکڑی کو اٹھا قسم ہے اُس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ مینے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہونٹ ان دونوں پر دیکھے ہیں آپ ان ہونٹوں پر بوسہ دیتے تھے یہ کہکے وہ روئے تو ابن زیاد نے کہا کہ خدا تمھاری آنکھوں کو روتا ہوا رکھے خدا کی قسم اگر تم بوڑھے اور سٹھیائے ہوئے نہوتے تو میں تمھاری گردن مار دیتا پس زید بن ارقم وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ اے گروہ عرب آج کے بعد سے تم غلام ہو تمنے حسینؑ بن فاطمہؑ کو قتل کیا اور تمنے ابن مرجانہ (یعنی ابن زیاد) کو سردار بنایا ہے جو تمھارے نیک لوگوں کو قتل کرتا ہے اور بُرے لوگوں کو غلام بناتا ہے لوگوں نے حضرت حسینؑ کے مرثیہ بہت لکھے ہیں منجملہ اُنکے سلیمان بن قتبہ خزاعی کا ایک مرثیہ یہ ہے

مررت[۱] علی ابیات آل محمد * فلم ارھا امثالھا حین حلت * فلا یبعد اللہ البیوت واھلھا * وان اصبحت منھم قد تخلت * وکانوا رجاء ثم عادوا رزیۃ * لقد عظمت تلک الرزایا وجلت * اولئک قوم لم یشیموا سیوفھم * ولم تنک اعداءھم حین سلت * وان قتیل الطف من آل ھاشم * اذل رقابا من قریش فذلت * الم تر ان الارض اضحت مریضۃ * لفقد حسین والبلاد اقشعرت * وقد اعولت تبکی السماء لفقدہ * وانجمھا ناحت علیہ واصلت۔

اس مرثیہ میں بہت اشعار ہیں اور ایک مرثیہ منصور نمری نے کہا ہے ؎

ویلک یا قاتل الحسین لقد * بؤت بحمل ینوء بالحامل * ای حباء حبوت احمد فی حفرتہ * من حرارۃ الثاکل * تعال فاطلب غدا شفاعتہ * وانھض فرد حوضہ مع النائل

---

[۱] ترجمہ میں آل محمدؐ کے گھروں پر گذرا، تو مینے اُنکو ویسا نہ پایا جیسے وہ پہلے آباد تھے، اللہ گھروں کو ان لوگوں سے جدا نکرے، اگرچہ آل محمدؐ کے گھر میرے خیال میں خالی ہو گئے پہلے وہ ان میں ساکن تھے پھر مصیبت میں پڑ گئے، اور وہ مصیبتیں بہت سخت اور ظاہر تھیں، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنی تلواروں کو میان سے باہر نکالا اور جب وہ نکالی گئیں تو انکے دشمنوں کو قتل نہ کیا، اور بیشک چند مقتول آل ہاشم کے قریش میں ذلیل تر تھے اور قریش خود ذلیل ہو گئے، کیا تمنے نہیں دیکھا کہ زمین بیمار ہو گئی حسینؑ کے نرہنے سے اور ملک کانپ اُٹھے اور آسمان اُنکی جدائی سے رونے لگا، اور اسکے تاروں نے نوحہ کیا اور فرشتوں نے دعاے رحمت مانگی ۱۲

ماکنت عندی بحال قاتلہ ، لکننی اشک بالخاذل ، کا غاانت تعجبین لاتنزل
بالقوم نقمۃ العاجل ، لا یعجل اللہ ان عجلت وما ربک عما ترین بالغافل
ماحصلت لامرء سعادتہ ، حقت علیہ عقوبۃ الاجل

ہمیں ابراہیم بن محمد فقیہ اور کئی لوگوں نے خبر دی وہ اپنی سند سے ترمذی سے روایت کرتے تھے کہ سلمیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں حضرت ام سلمہ کے پاس گیا وہ رو رہی تھیں مینے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو انھوں نے کہا مینے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپکے سر اور داڑھی پر غبار تھا مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا حالت ہے آپنے فرمایا میں ابھی حسینؓ کی شہادت کو دیکھ رہا تھا ۔ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا مینے دوپہر کو خواب میں رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کھڑے ہوے تھے آپکے چہرہ پر پراگندگی اور غبار تھا آپکے ہاتھ میں خون کی ایک شیشی تھی مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یہ خون کیسا ہے آپنے فرمایا حسینؓ کا خون ہے میں آج صبح سے اسکو اٹھا رہا ہوں حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت اُسی دن شہید ہوے تھے ۔ نیز وہ کہتے تھے کہ جب ابن زیاد اور اسکے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور یہ سب سر تلے اوپر مسجد میں رکھے گئے میں وہاں گیا تو لوگ کہہ رہے تھے کہ آیا آیا یکایک مینے دیکھا کہ ایک سانپ آیا اور سروں کے درمیان میں گھسا یہانتک کہ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا اور وہاں تھوڑی دیر ٹھیرا بعد اُسکے نکل کے چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر لوگوں نے کہا کہ

ف تیری خرابی ہو اے قاتل حسینؓ بیشک ، تو نے ایسا بار اپنے سر پر لیا جو اپنے اُٹھانیوالے کو تھکا دیتا ہے تو نے کیا کام کیا تو نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی قبر میں رلایا ۔ اور کل ان کی شفاعت طلب کرنے اوٹھ اور پینے والوں کے ساتھ انکے حوض کوثر پر جا ۔ مجھے ان کے قاتل کے متعلق تو کچھ شک نہیں ہے ، شک تو مجھے اُنکے حال پر ہے جنھوں نے انکا ساتھ نہ دیا ، اے آنکھ تو کیوں تعجب کرتی ہے اس بات سے کہ ان لوگوں پر فوراً عذاب کیوں نہ نازل ہوا ۔ اللہ جلدی نہیں کرتا گو تو جلدی کرے ۔ اور تیرا پروردگار ان باتوں سے غافل نہیں ۔ اُس شخص کو نیکبختی حاصل نہیں ہو سکتی جسپر آیندہ عذاب آنیوالا ہو ۱۲

آیا آیا (چنانچہ وہ سانپ پھر آیا) اسی طرح اسنے دو مرتبہ یا تین مرتبہ کہا امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن یہ صحیح ہے۔ ان کا تذکرہ تینوں نے لکھا ہے۔

سدیف ابن میمون کوفی

انوار الشہادت میں ملا حسین یزدی ابو مخنف علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب تخت خلافت پر ابو العباس سفاح بیٹھا اور مغرب و مشرق میں خطبہ اوسکے نام کا پڑھا گیا سلاطین عرب و عجم خوف سے متفرق ہوگئے خاص بنی امیہ پہاڑوں میں نیستانوں میں جزیروں میں بھاگ کر مخفی ہوئے پس اوسنے بنی امیہ کو لکھا کہ مینے تم سب کو امان دی پاے تخت خلیفہ میں آکر حاضر ہو اور امور سلطنت میں مشورہ دو پس یہ خبر پاکر آل زیاد و آل مروان و آل یزید صغیر و کبیر دور دور سے آکر جمع ہوئی یہانتک کہ ستر ہزار تک تعداد پہونچی اور سب کا رئیس یزید بن عبد الملک تھا وہ اپنے باتیں کرسیوں پر چاندی سونے کی گرد ابو العباس کے بیٹھے تھے کسی کو عہدہ ندیمی کسی کو دربانی دیا اور تنخواہیں مقرر ہوئیں اس سے عام و خاص سبکو تعجب تھا کہ ناگاہ ایک روز ایک دربان نے کہا اے خلیفہ بیرون دار الامارۃ ایک مرد ضعیف بوڑھا لباس کہنہ در بر شتر لاغر پر سوار اذن حضوری طلب کرتا ہے یہ سنتے ہی کہا معلوم ہوتا ہے سدیف ہے حاضر کرو نام سدیف سنتے ہی رنگ چہروں کا بنی امیہ کے متغیر ہوگیا بدن کانپنے لگے اور سبب اس کا یہ تھا کہ سدیف ایک غلام تھے غلاموں سے بنی ہاشم کے نہایت فصیح زبان قوی دل شجاع ہر سال موسم حج میں جس وقت مسجد الحرام میں حاجیوں کا ہجوم ہوتا تھا چاہ زمزم کی عمارت پر جاکر بہ آواز بلند کہتے تھے اے گروہ خلق سنو میں مدح و تعریف بنی ہاشم کی اور ہجو اور مذمت بنی امیہ کی کرتے تھے ایک سال حسب معمول مصروف بیان فضائل بنی ہاشم تھے اور بنی امیہ کے جور و ستم اور کفر و زندقہ کو علانیہ بیان کر رہے تھے کہ بنی امیہ نے پہونچکر اسقدر مارا کہ اون کو موت کا یقین ہوگیا اور اسی خیال سے ایک مزبلہ پر ڈالدیا ناگاہ ایک عورت آئی اور ان کو اوٹھا کے لے گئی اور علاج کیا بعد صحت

پہاڑ و دن میں مخفی ہوے اور یہ ملاعین سمجھے کہ سدیف مرگئے خلاصہ یہ کہ سدیف وارد مجلس خلیفہ بغداد ہوے اور کچھ اشعار مدح خلیفہ اور مذمت بنی امیہ میں پڑھے اور جور و ظلم و شہادت امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا اور بہت روے احمد سفاح نے کہا ان اکرم الناس من عفی اذا قدر و صفح اذا ظفر کریم ترین مردم وہ ہے کہ بوقت قدرت و اختیار دشمن کے گناہ کو بھی معاف کرے اور خلعت فاخرہ اور ایک تھیلی درہم دیا اور کہا لباس بدلو اور حمام کرو پھر دوسرے روز آؤ بعد جانے سدیف کے دیکھا کہ حال بنی امیہ کا بہت ابتر ہے تسلی دیا اور کہا یہ غلام ضعیف العقل کثیر الجہل ہے مگر وہ سب خائف اوٹھ کر اپنے گھر گئے بعض نے بھاگنا چاہا بعض نے چھپنا مگر خوف سے ممکن نہوا ہر روز سلام کے لئے دربار میں حاضر ہوتے تھے کہ پھر ایک روز سدیف آئے اور معمول کے مطابق مدح خلیفہ و مذمت بنی امیہ کیا سفاح نے منع کیا اور کہا معاف کرو جن اشخاص نے تمپر ظلم کیا پس سدیف نہایت محزون و مغموم دربار سے باہر نکلے جب رات ہوئی سب لوگ سوگئے سفاح نے سدیف کو اپنے پاس بلا کر کہا کسقدر جلدی کرتے ہو اور صبر نہیں کرتے ہو سدیف نے کہا اے خلیفہ صبر نے مجھکو مارا اور بیمار کیا آپ خوب واقف ہیں جو ظلم و ستم سید الشہدا پر گئے اور بعد قتل اولاد و اصحاب عیال پیغمبر کو اسیر کرکے مثل قیدیان ترک و روم شہر بہ شہر پھرایا ؎

نئی واقف از قصۂ کربلا	ہنوز ی دران عرصۂ پربلا
کہ چون منشاء خلقت نشاتین	چراغ شبستان دلہا حسینؑ
نظر کرد بجاز توسن نگون	جوان چو عباس در بحر خون
گہے در فغان طفلہاے صغیر	یکی بہر آب و یکی بہر شیر
بہ دامان مادہ یکی کردہ غش	یکی نوحہ گر کہ اے پدر العطش

پس کہا اے سدیف کلہ تمہاری حاجت ضرور بر لاؤنگا تا بروز حشر رسولخدا سے سرخرو ی ہوں ؎

شورشے فردا دریں دارالاماں خواہم فگند — آتشی ایں قوم را فردا بجان خواہم فگند
اے سدیف از بہر خون نوجوانان حسینؑ — آتش اندر خرمن پیر و جواں خواہم فگند

پس غلام فصیح صبیح کو نام سب شہیدوں کا لکھ کر دیا اور سکھا دیا کہ نام بنام پکارنا تاکہ ظلم و تعدی خلق پر ظاہر ہو کہ کسقدر سفاکی و شقاوت کو اختیار کیا تھا اور چارسو غلام اور بردا اپنے چار ہزار غلام شجاع و بہادر کو حکم دیا کہ تلواریں برہنہ اور عمود آہنی لئے ہوئے پس پردہ رہنا جب سر سے عمامہ زمین پر پٹکوں سب کو قتل کرنا پس صبح نوروز یعنی روز قتل ظاہر ہوا قصر مزین ہوا طبل و علم بلند ہوا تمام خلق با زینت تمام جوق جوق حاضر دربار ہوئی ایک طرف سب بنی امیہ انعام لینے کیلئے مجتمع ہوئے سفاح بالائے قصر شمشیر برہنہ لیکر مسند نشین ہوا اور بنی امیہ سے پوچھا انعام دینا کس خاندان سے شروع ہو کہا بنی ہاشم سے تب بحکم خلیفہ صبیح پکارا این اسد اللہ و اسد رسولہ حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم اقبض عطائہ سدیف نے رو کر کہا اے خلیفہ جنگ احد میں امیر حمزہ شہید ہوئے سفاح نے کہا اچھا جانے دو نام دفتر سے کاٹ دو ہمکو معلوم نہ تھا پھر صبیح نے کہا این ابو عبیدہ بن حارث بن ہاشم ھلموا الینا و خذ عطا سدیف نے کہا جنگ بدر میں شیبہ ابن ربیعہ نے شہید کیا سفاح نے کہا نام محو کرو دوسرے کو طلب کرو صبیح نے کہا ۔

کسیکہ بود بعفر بانش آفتاب کجاست — وصی و نفس پیغمبر ابو تراب کجاست
چہ شد علیؑ کہ بروز غزای بدر و حنین — نمود رزم بہ سیفین و طعن بار محین

سدیف نے عمامہ زمین پر پٹک کر کہا امت نے وصیت پیغمبر کا خیال بعد پیغمبر نہ کیا

در بر شبیر یزداں جامہ ماتم ہنوز داشتند — بود زہرا را ازیں غم دیدگان پر نم ہنوز
آتش اندر خانہ خیر البشر افروختند — روز اول کعبۂ اسلام را در سوختند
کافر ظاہر مسلمانی ز عقبی چشم بستا — کرد محسن را شہید و پہلوی زہرا شکست

اے سفاح ریسمان گردن حبل المتین دین مبین میں ڈالکر کشاں کشاں مسجد

رسول تک لیگئے آخر ابن ملجم نے مسجد کوفہ میں تیغ زہر آلود سے فرق اطہر کو شگافتہ کیا پھر حسن مجتبیٰ کو صدا دی پھر صبیح نے عقیل ابن ابی طالب کو پکارا بعد اسکے کہا این مسلم بن عقیل ھلم الینا وخذ عطاءہ۔ سدیف نے کہا کوفہ میں بالائے قصر شہید ہوئے اور نعش اطہر کو ان ملاعین نے بالائے قصر دار الامارہ سے نیچے گرادیا اور رسی پانوں میں باندھ کر کوچہ و گلی میں لئے پھرے اور کہتے تھے۔

ھذا جزاء من خرج علی خلافۃ بنی امیہ۔

بعد اسکے صبیح نے کہا کجا است روشنی چشم سید الثقلین؛ برادر حسن مجتبیٰ امام حسینؑ جبکہ سدیف نے نام حسینؑ بے یار و مددگار سنا چیخ مار کر رو دیا اور عمامہ سر سے زمین پر پٹکا اور کہا ؎

ہمیں گروہ قسمہا بیاریش خوردند　　بہ مکر و حیلہ حسینؑ را بہ کربلا بردند
بہ کربلا چو رسید از ستم دلش خستند　　گذشتہ از ہمہ سوگند و عہد بشکستند
شد از تشنہ جوانان چو در برابر او　　گلوئے تشنہ بریدند سر ز پیکر او

این المظلوم العطشان این الغریب العریان این این ابن بنت رسول اللہ الحسین بن علی پس خلیفہ سفاح نے عمامہ سر سے اوتار کر کہا یالثارات الحسین تین مرتبہ پس وہ چار ہزار غلام عمود آہنی اور شمشیر برہنہ لئے آئے سب بنی امیہ کو کہ ستر ہزار تھے قتل کیا کہ خون مانند سیلاب کے دیوار قصر دار الامارہ سے جاری ہوا نعشوں پر سفاح اور سدیف نے بیٹھ کر مع ایک جماعت بنی ہاشم کے طعام کھایا اور لاشے حرکت کرتے تھے بعد فراغ طعام حاضرین کو انعام تقسیم ہوا خلعت فاخرہ دیا گیا اور نام اس روز کا نوروز القتل بنی عباس ہوا

سید احمد حسین کھجوہ